3 مہنگائی وزری پالیسی

3.1 پالیسی جائزہ

مالی سال 18 کی پہلی سہ ماہی میں کلیدی معاشی اظہاریوں بشمول بڑے پیمانے کی اشیا سازی، نجی شعبے کو قرضوں کی فراہمی، درآمدات اور برآمدات میں اضافے کے ساتھ مجموعی طلب میں مزید اضافہ دیکھا گیا(**شکل 3.1**)۔ تاہم عمومی مہنگائی میں استحکام رہا، کیونکہ غذائی رسد میں بہتری اور ڈیوٹی کے ڈھانچے میں ردوبدل سے طلب کے دباؤ کے ساتھ ساتھ عالمی اجناس کی قیمتوں میں اضافے کے رجحان کا اثر بھی زائل کرنے میں مدد ملی۔[1]

شکل 3.1 : اہم پالیسی اظہاریے (12 ماہ کی حرکت پذیر اوسط)

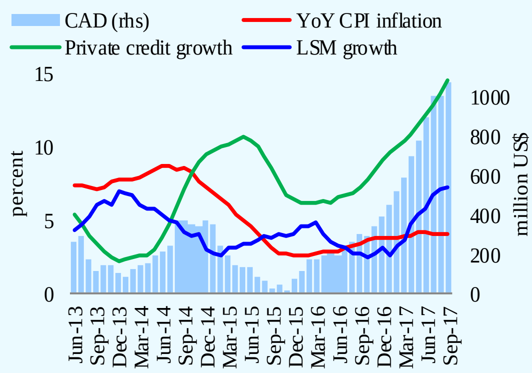

Data Source: Pakistan Bureau of Statistics and State Bank of

تاہم، ایسی اطمینان بخش صورت حال بیرونی شعبے میں میسر نہیں رہی جس کی وجہ یہ ہے کہ سال بھر کی تنزلی سے بحالی کی جانب گامزن ہونے کے باوجود برآمدات کا مجموعی حجم اور ترسیلاتِ زر ،درآمدات کی ادائیگی کے لیے ناکافی تھیں۔ نتیجتاً، جاری حسابات کا خسارہ مزید بڑھ گیا، اور اس کے ساتھ رقوم کی ناکافی آمد زرمبادلہ کے ذخائر میں تخفیف پر منتج ہوئی۔ ان حرکیات نے بین البینک منڈی میں شرح سود میں اضافے کی توقعات بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا(**شکل 3.2**)۔ زری پالیسی کمیٹی نے بھی ان

شکل 3.2 : ثانوی بازار کی یافت کا بڑھتا ہوا تفاوت*

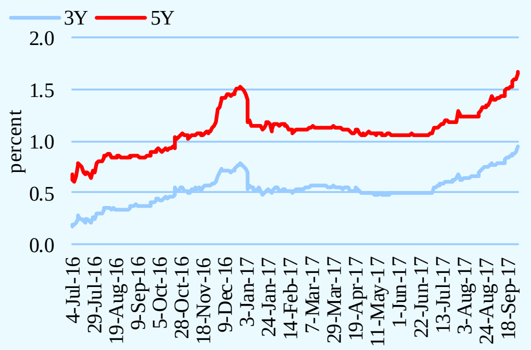

*Relative to 3-month T-Bill yield in the secondary market.
Data Source: State Bank of Pakistan

---

[1] عالمی بینک کے مطابق مالی سال 17ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران توانائی اور غیر توانائی قیمتیں بالترتیب 13.6 فیصد اور 3.2 فیصد زیادہ رہیں۔ قیمتوں میں کچھ بحالی کے باوجود کئی اجناس کی قیمتیں مالی سال 15ء کی پہلی سہ ماہی سے کم ہیں، جب ان میں کمی شروع ہوئی تھی۔

خطرات پر غور و خوض کیا اور سہ ماہی کے دوران پالیسی ریٹ کے تعین کے لیے منعقدہ دونوں اجلاسوں میں پالیسی ریٹ 5.75 فیصد پر برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا تھا۔

زری پالیسی کمیٹی کے نقطہ نظر سے اس گنجائشی موقف کو اختیار کرنے کا مقصد ملک میں سرمایہ کاری کے لیے موزوں ماحول برقرار رکھنا تھا۔ مہنگائی کے محاذ پر اطمینان بخش صورت حال بھی زری پالیسی کمیٹی کے فیصلوں کا موجب بنی ہے، کیونکہ بینک دولت پاکستان کے اندرونی تخمینے یہ نشاندہی کر رہے تھے کہ عمومی مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت لگاتار چوتھے برس مالی سال 18ء میں بھی ہدف سے کم رہے گی۔ اگرچہ بیرونی محاذ پر ادائیگیوں کے توازن کے تحفظات بڑھ رہے تھے، تاہم حکومت کی جانب سے کمرشل بینکوں اور باضابطہ قرض گاروں کے ساتھ رابطوں میں اضافہ اور ساتھ ہی بین الاقوامی سرمایہ منڈیوں کے وسائل کو مزید بروئے کار لانے کے منصوبے کچھ ہمت افزائی کا باعث بنے۔ مزید برآں، برآمدات، ترسیلاتِ زر اور بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی بتدریج بحالی بھی امید افزا ہے **(باب 5)**۔

اسٹیٹ بینک نے شبینہ ریٹس کو پالیسی ریٹ کے قریب رکھنے کی خاطر بین البینک سیالیت کا فعال انداز میں انتظام جاری رکھا تھا۔ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں پالیسی اور حقیقی شبینہ ریٹس کے مابین تفاوت گذشتہ برس کے 9 بیسس پوائنٹس سے مزید کم ہو کر 5 بیسس پوائنٹس اوسطاً ہو گیا۔[2] بینکوں کی جانب سے اسٹیٹ بینک کی ڈسکاؤنٹ ونڈو سہولت کا بھی محدود استعمال کیا گیا۔ یہ نتیجہ اس امر کے باوجود سامنے آیا کہ اسٹیٹ بینک کی مداخلتوں کے علاوہ، گذشتہ برس کے مقابلے میں مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں بین البینک منڈی میں سیالیت کی صورتِ حال قدرے سخت تھی۔

بالخصوص مالی سال 17ء کی پہلی سہ ماہی میں بینکوں کے پاس سیالیت کا معقول حجم موجود تھا، جس کی وجہ حکومت اور نجی شعبے کی طرف سے رقوم کی واپسی تھی۔ تاہم مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں نجی شعبے کی جانب سے رقوم کی واپسی میں کمی ہوئی بلکہ حکومت نے بھی اعانتِ میزانیہ کے سلسلے میں جدولی بینکوں سے مزید 197.9 ارب روپے حاصل کیے تھے۔ شبینہ ریٹس پر دباؤ کا مقابلہ کرنے کی غرض سے اسٹیٹ نے بازارِ زر کے سودوں کے ذریعے اپنی مداخلت میں اضافہ کیا: گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران 1.1 ٹریلین روپے کے مقابلے میں مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں بازارِ زر کے سودوں کی واجب الادا اوسط سطح 1.4 ٹریلین روپے رہی تھی۔

[2] بحوالہ، پالیسی ریٹ اور شبینہ ریٹس کے درمیان گذشتہ سہ ماہی (یعنی مالی سال 17ء کی چوتھی سہ ماہی) میں تفاوت 5 بیسس پوائنٹس تھا۔

چنانچہ شرح سود کے کوریڈور کے اعتبار سے بازارِ زر کے ریٹس میں تھوڑا استحکام آنے کے باعث بینک (بالخصوص ملک کے نجی بینک) اپنے صارفین کو اور بھی کم ریٹس پر مالکاری مصنوعات کی پیشکش کرنے کے قابل ہو گئے (**شکل 3.3**)۔ مالی سال 17ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں قرضوں پر بہ وزن اوسط شرح سود 4 بیسس پوائنٹس کم رہی تھی، جس کی بدولت قرضوں کی فراہمی کا سلسلہ جاری رہا۔ سہ ماہی کے دوران مجموعی قرض گاری میں 19.0 فیصد اضافہ ہوا، جس سے مالی سال 17ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں رقوم کی خالص واپسی کی سطح میں کمی واقع ہوئی۔ خاص طور پر معینہ سرمایہ کاری قرضے مستحکم رفتار سے بڑھتے رہے، جو متعدد صنعتی اور خدمات فراہم کنندہ اداروں میں جاری سرمائے کے اخراجات کا عکاس ہے۔ مثلاً، چینی، خوردنی تیل اور ڈیری مصنوعات سازی سے منسلک غذائی مصنوعات تیار کرنے والے متعدد ادارے پراسیسنگ کو مربوط اور مؤثر بہ لاگت بنانے میں سرمایہ کاری کر رہے ہیں، تاکہ انہیں فروغ پاتے صارفی بازار میں زیادہ کاروباری حصہ میسر آسکے۔

شکل 3.3: پہلی سہ ماہی میں بینک کے لحاظ سے اضافہ بہ وزن اوسط شرحِ قرض گاری

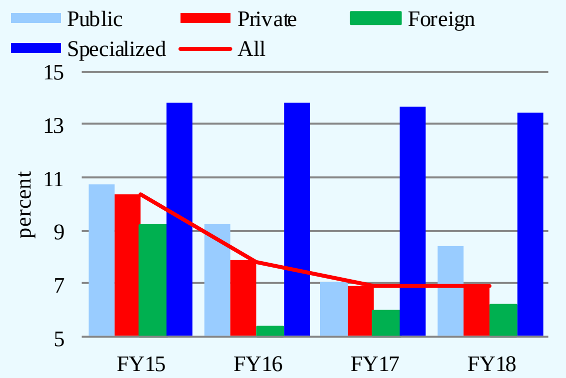

Data Source: State Bank of Pakistan

اسی طرح، امریکہ اور یورپی یونین کی معیشتوں میں مستحکم بحالی کی وجہ سے برآمد کنندگان میں مثبت رجحان پیدا ہوا؛ بالخصوص ان معیشتوں میں کاروباری اور صارفی سرویز کا مسلسل مثبت آنا بڑا حوصلہ افزا امر ہے (**باب 5**)۔ اس لیے کئی ٹیکسٹائل فرموں نے اسٹیٹ بینک کی زرِاعانت کی اسکیموں کو استعمال کرتے ہوئے طویل مدتی قرض گیری جاری رکھی (**شکل 3.4**)؛ سال کے دوران یہ امر فطری طور پر ٹیکسٹائل مشینری کی درآمدات میں واضح اضافے کا موجب بنا۔[3]

مزید برآں، سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام (پی ایس ڈی پی) اور سی پیک کے تحت انفراسٹرکچر میں ٹھوس ترقی کو دیکھتے ہوئے نجی سرمایہ کار منسلکہ شعبوں میں وسط مدتی کاروباری حالات کی بابت پُرامید رہے۔ سیمنٹ، اسٹیل، بجلی، تعمیرات اور منسلکہ شعبوں میں سرکردہ کارپوریٹ فرموں نے مستقبل کی مستحکم طلب سے فائدہ اٹھانے کے لیے خود کو مزید تیار کیا (**شکل 3.4**)۔[4]

[3] سال بسال بنیاد پر مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں ٹیکسٹائل مشینری کی درآمدات میں 27.3 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ مالی سال 17ء کی پہلی سہ ماہی میں یہ اضافہ 7.6 فیصد تھا۔
[4] تعمیراتی سرگرمیوں میں اس بھرپور اضافے کی عکاسی تعمیراتی اجزا کی مہنگائی سے بھی ہوتی ہے (**سیکشن 3.5**)۔

تاہم، بھاری سرکاری اخراجات (ساتھ ہی دیگر ذرائع سے میزانی فنڈنگ کی کم دستیابی) نے بھی بینکاری نظام پر مالکاری کا دباؤ ڈالا ہے۔ حکومت نے نہ صرف اپنی میزانی قرض گیری میں اضافہ کیا بلکہ کچھ مخصوص منصوبوں کی تکمیل کے لیے سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں نے بینکوں سے بلاواسطہ کنسورشیم مالکاری حاصل کی۔ نتیجتاً، بینکاری نظام کے مجموعی خالص ملکی اثاثے تیزی سے بڑھ گئے۔ تاہم زیر جائزہ سہ ماہی میں مجموعی زری رسد (ایم ٹو) میں 0.6 فیصد تخفیف ہوئی، کیونکہ بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں کا اضافہ خالص بیرونی اثاثوں میں تیزی سے ہونے والی کمی کے باعث زائل ہو گیا تھا۔

شکل 3.4 : م س18ء کی پہلی سہ ماہی میں معین سرمایہ کاری قرضوں کا بہاؤ

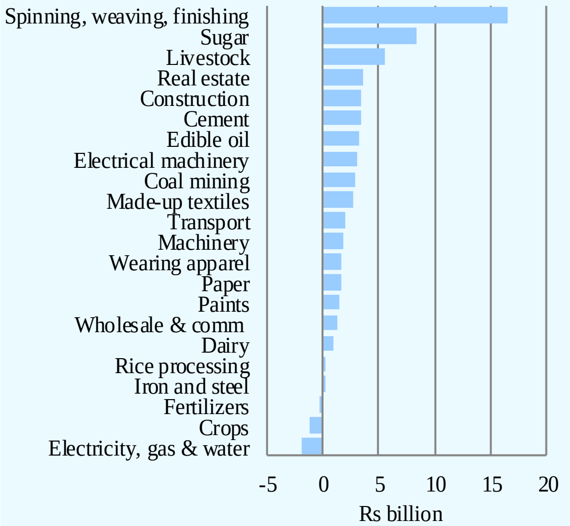

Data Source: State Bank of Pakistan

3.2 بین البینک منڈی میں سیالیت کی صورتِ حال

اگرچہ گذشتہ برس بینکاری نظام میں امانتیں جمع کرنے کے عمل میں بہتری آئی، تاہم بین البینک منڈی میں سیالیت کی صورتِ حال اتنی ہموار نہ رہی جتنی مالی سال 17ء کی پہلی سہ ماہی میں۔[5] ایک سے زائد مواقع پر شبینہ ریٹس تھوڑے سے بڑھ کر شرح سود کوریڈور کی بالائی حد کے قریب جا پہنچے، جس کی بنا پر مرکزی بینک کی مداخلت ضروری ہو گئی تھی۔ سیالیت کا دباؤ درج ذیل وجوہ کی بنا پر سامنے آیا: (i) جدولی بینکوں سے بڑے پیمانے پر میزانی قرض گیری؛ (ii) زرمبادلہ کے آپریشنز؛ اور (iii) عید الاضحیٰ کے موقع پر نقدی نکلوانے کا موسمی اثر۔[6]

خصوصاً، جولائی 2017ء میں زرمبادلہ کے آپریشنز روپے کی سیالیت پر پڑنے والے بڑے دباؤ کی وجہ بنے، جو حکومت اور نجی شعبے کی جانب سے قرض کی واپسی کے باعث محض جزوی طور پر زائل ہوا۔ اسٹیٹ بینک کی اعانت بازارِ زر کے سودوں کی شکل میں آئی، جس کا حجم

[5] مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بینک امانتوں میں 0.2 فیصد نمو آئی، جبکہ مالی سال 17ء کی پہلی سہ ماہی میں اس نمو کا حجم 0.1 فیصد تھا۔

[6] عید الاضحیٰ 2 تا 4 ستمبر 2017ء تک ہوئی۔

مہینے کے دوران 1.3 ٹریلین روپے رہا تھا۔ مداخلتوں کے باوجود بین البینک منڈی میں تھوڑے سے تناؤ کی عکاسی شبینہ ریٹس میں ہوئی، جو پالیسی ریٹ سے 11 بیسس پوائنٹس اوپر رہا (اوسطاً)۔[7]

اگست کے مہینے میں حکومت نے اپنے قرض گیری کے قرینے میں تبدیلی کی، اس ضمن میں اس نے مرکزی بینک کے قرضوں کا ایک بڑا حصہ جدولی بینکوں سے حاصل شدہ قرضوں کے ذریعے واپس کیا تھا۔[8] اس کے ساتھ مہینے کے دوران نجی شعبے کے قرضوں میں (35.5 ارب روپے) اضافے کی وجہ سے کمرشل بینک سیالیت کی کچھ تنگی کا شکار ہوگئے۔ اس کے ردعمل میں اسٹیٹ بینک نے بازارِ زر کے سودوں کے ادخالات میں اضافہ کر دیا، جن کا واجب الادا اوسط حجم مہینے کے دوران بڑھ کر 1.4 ٹریلین روپے ہو گیا تھا۔ اس کی مدد سے بہ وزن اوسط شبینہ ریٹس کا انحراف مہینے کے دوران پالیسی ریٹ سے 2 بیسس پوائنٹس نیچے رہا۔

بالآخر، ستمبر میں عید کے موقع پر رقوم نکلوائے جانے اور نجی شعبے کی جانب سے 34.5 ارب روپے کے استعمال کے باعث سیالیت کا دباؤ دوبارہ پیدا ہو گیا۔ کمرشل بینکوں کو حکومت کی طرف سے 48.5 ارب روپے کے قرضے کی واپسی سے بہت کم سیالیت میسر آئی، جس پر اسٹیٹ بینک نے اپنے واجب الادا بازارِ زر کے سودوں کے ادخالات کے اوسط حجم کو 1.6 ٹریلین روپے تک مزید بڑھا دیا۔

مختصر یہ کہ بازارِ زر کے سودے سیالیت کے دباؤ کا مقابلہ کرنے کے لیے استعمال ہوئے، جس کا مقصد یہ تھا کہ شبینہ ریٹس کے پالیسی ریٹ سے انحراف کو کم سے کم کیا جاسکے۔ ان اقدامات سے بازارِ زر کو مؤثر انداز میں چلانے میں بھی مدد ملی، جس کی عکاسی بینکوں کی جانب سے چند ایک مواقع پر اسٹیٹ بینک کی ڈسکاؤنٹ ونڈو سے رجوع کرنے سے ہوتی ہے۔[9] پالیسی ریٹ کے مزید مؤثر نفاذ کے ذریعے اسٹیٹ بینک حال ہی میں بہ وزن اوسط شبینہ ریٹس کی تغیر پذیری کم کرنے میں کامیاب رہا ہے (**شکل 3.5**)، اس طرح اسٹیٹ بینک نے طویل مدتی ریٹس کا استحکام یقینی بنادیا (اس امر کی عکاسی خاص طور پر 6 ماہ کے کائبور میں ہوتی ہے، جو مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں 6.2 فیصد کی سطح پر خاصے مستحکم رہے تھے)۔

[7] جولائی 2016ء میں شبینہ ریٹس اوسطاً پالیسی ریٹ سے 8 بیسس پوائنٹس اوپر رہے۔ 1.2 ٹریلین روپے مالیت کے پی آئی بیز کی عرصیت کے پیشِ نظر، اسٹیٹ بینک نے اسی روز (18 جولائی 2016ء) عرصیت مکمل کرنے والے 1.1 ٹریلین کے بازارِ زر کے سودوں کے ادخالات کا اجرائے ثانی نہیں کیا۔ تفصیلات کے لیے ملاحظہ کیجیے، پاکستانی معیشت کی کیفیت، پہلی سہ ماہی رپورٹ برائے 17-2016ء۔

[8] حکومت نے اسٹیٹ بینک کے 228.0 ارب روپے قرضے کی نقد واپسی کی اور اگست 2017ء کے دوران جدولی بینکوں سے 379.7 ارب روپے کی قرض گیری کی۔

[9] مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں کمرشل بینکوں نے اسٹیٹ بینک کی ڈسکاؤنٹ ونڈو کی سہولت سے سات مرتبہ استفادہ کر کے 85.8 ارب روپے کی قرض گیری کی، جبکہ مالی سال 17ء کی پہلی سہ ماہی میں اس سہولت سے دس مرتبہ استفادہ کر کے 503.9 ارب روپے کی قرض گیری کی گئی۔

3.3 زری مجموعے

شکل 3.5 : پہلی سہ ماہی میں شبینہ زرخوں میں تغیرپذیری

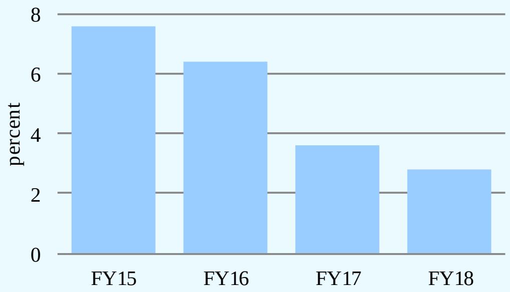

* Measured as coefficient of variation (standard deviation adjusted by mean)
Data Source: SBP

گذشتہ برس کے اسی عرصے کے مقابلے میں مالی سال18ء کی پہلی سہ ماہی میں خالص ملکی اثاثوں کی توسیع خاصی زیادہ تھی۔ گذشتہ برس کے اسی عرصے کے مقابلے میں مالی سال18ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بھاری میزانیہ قرض گیری کے ساتھ نجی شعبے کی جانب سے قرضوں کی کم واپسی خالص ملکی اثاثوں میں خاصی بڑی توسیع پر منتج ہوئی(**جدول 3.1**)۔ دوسری طرف بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں میں تخفیف ہوئی، جس سے خالص ملکی اثاثوں میں ہونے والی توسیع کا اثر زائل ہو گیا،اور بالآخر زرِ وسیع میں کمی ہوئی۔

جاری حسابات کے خسارے اور سرکاری قرضوں کی ادائیگی سے جنم لینے والے ماکاری کے تقاضے جدولی بینکوں کے مقابلے میں مرکزی بینک کے خالص بیرونی اثاثوں میں قابل ذکر کمی کی وجہ بنے۔[10] اسی وقت جدولی بینکوں کے خالص بیرونی اثاثے بھی کم ہوگئے۔اس کی بڑی وجہ کمرشل بینکوں کے غیر ملکی واجبات میں واضح اضافہ تھا؛یہ امر درآمدات کی زائد ادائیگیوں کے باعث زرمبادلہ کی کمی کو پورا کرنے کے لیے ان بینکوں کی کوششوں کا عکاس ہے۔

میزانی قرض گیری

ستمبر کے اختتام تک مجموعی میزانی قرض گیری گذشتہ برس کی بلند ترین تاریخی سطح سے تجاوز کرگئی۔اس کی وجہ بیرونی اور ملک کے غیر بینک ذرائع سے ماکاری کم دستیاب ہوناتھا، جس سے بینکاری نظام پر فنڈنگ کا اضافی بوجھ پڑ گیا(**باب4**)۔[11]

بینکاری نظام میں فنڈنگ کا یہ دباؤ تقریباً مساوی طور پر اسٹیٹ بینک اور جدولی بینکوں میں تقسیم ہوا۔اہم امر یہ ہے کہ جدولی بینکوں سے تمام رقوم ٹی بلز کے عوض حاصل کی گئیں کیونکہ منڈی اس بات پر قائل تھی کہ شرح سود پست ترین سطح پر آگئی ہے(**جدول3.2**)۔

[10] مالی سال18ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران جاری حسابات کا خسارہ گذشتہ برس کے 1.6 ارب ڈالر کے مقابلے میں بڑھ کر 3.6ارب ڈالر تک پہنچ گیا۔

[11] مالی سال18ء کی پہلی سہ ماہی میں حکومت نے بیرونی ذرائع کو7.9 ارب روپے کے قرضوں کی خالص واپسی کی جبکہ مالی سال17ء کی پہلی سہ ماہی میں 68.8ارب روپے حاصل کیے۔

ٹی بلز میں بھی منڈی نے 3 ماہ کی مدت، جو تمام مدتوں کی تین چوتھائی پیشکشوں کے مساوی تھے، کے وثیقہ جات کو ترجیح دی- جو بہت قلیل مدت کا عکاس ہے، اور اس میں پالیسی کی معکوسیت کی توقع کی جارہی تھی۔

دریں اثنا، پی آئی بیز کو ترجیح نہیں دی گئی۔ حکومت نے خود سہ ماہی کے لیے منفی عرصیت کا خالص قبل از نیلامی اہداف مقرر کیے، تاہم طویل مدتی تمسکات کے لیے جدولی بینکوں کی طلب شرح سود کی توقعات کے پیشِ نظر کمزور رہی تھی۔ اس لیے جدولی بینکوں نے اگست اور ستمبر میں پی آئی بیز نیلامیوں میں کم دلچسپی ظاہر کی، اور اس طرح رقوم حاصل نہ ہوسکیں۔

جدول3.1: زرعی مجموعوں میں تبدیلی(جولائی تا ستمبر)

رقوم بہاؤ ارب روپے میں

	مالی سال17ء	مالی سال18ء
زربنیاد	237.5	-134.7
ایم ٹو	29.6	-88.4
خالص بیرونی اثاثے	-8.4	-258.6
اسٹیٹ بینک	38	-237.1
جدولی بینک	-46.4	-21.5
خالص ملکی اثاثے	38.1	170.2
میزانی قرض گیری*	299.6	408.2
اسٹیٹ بینک	567.7	210.3
جدولی بینک	-268.1	197.9
اجناسی آپریشنز	-30.7	-36.3
نجی شعبے کا قرض	-124.1	-37.4
سرکاری شعبے کا قرض	24.5	5.1
دیگر اجزا خالص	-152.7	-130.6

* نقد بنیادوں پر

ماخذ: بینک دولت پاکستان

سرکاری اداروں کی قرض گیری(سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کے قرضے اور اجناس کے آپریشنز)

مالی سال18ء کی پہلی سہ ماہی میں سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں (پی ایس ایز) کو قرضوں میں فراہمی میں محض **5.1** ارب روپے کا اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس یہ اضافہ 24.5 ارب روپے تھا۔ بنیادی طور پر یہ کمی سہ ماہی کے دوران پی آئی بی ہولڈنگز کی عرصیت کی تکمیل کے باعث پاکستان اسٹیٹ آئل (پی ایس او) کی جانب سے رقوم کی واپسی (47.5 ارب روپے) کو ظاہر کرتی ہے۔

یہاں یہ تذکرہ کرنا اہم ہے کہ پی ایس او کی جانب سے قرضے کی واپسی سے اسے لاحق سیالیت کے خدشات میں کمی کی عکاسی نہیں ہوتی۔ گردشی قرضہ مسلسل اس ادارے کے انتظام نقد کو پیچیدہ بنارہا ہے، جس کی عکاسی سہ ماہی کے دوران واجب الوصول رقم (شعبہ توانائی اور ہوابازی سے) میں 4.9 ارب روپے مزید اضافے سے ہوتی ہے؛ ستمبر 2017ء کے آخر تک پی ایس او کی واجب الوصول رقم 282.0 ارب روپے تھی۔ توانائی سے متعلق دیگر پی ایس ایز کی قرض گیری بھی مضبوط رہی اور سہ ماہی کے دوران اس میں 10.4 ارب روپے کا اضافہ ہوا۔

جدول 3.2: حکومتی تمسکات کا خاکۂ نیلامی*

ارب روپے میں

	ٹی بلز			پی آئی بیز		
	ہدف	پیشکشیں	قبول شدہ	ہدف	پیشکشیں	قبول شدہ
خام اصطلاح میں						
پہلی سہ ماہی م س17ء	1450.0	3066.0	1763.9	300.0	995.4	646.3
پہلی سہ ماہی م س18ء	3900.0	4511.2	4406.3	300.0	107.3	55.6
عرصیت کا خالص						
پہلی سہ ماہی م س17ء	272.0	1887.9	585.9	-1127.3	-431.9	-748.8
پہلی سہ ماہی م س18ء	218.5	829.7	724.8	-296.6	-489.6	-541.0

* غیر مسابقتی اور خصوصی نیلامی (عرفی مالیت میں)

ماخذ: بینک دولت پاکستان

دریں اثناء، گزشتہ برس کے مقابلے میں مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں اجناسی–بیشتر گندم کے لیے- قرضوں کی واپسی کا حجم زائد رہا۔

شکل 3.6 : گندم کی قیمتوں اور مقامی ذخائر کا رجحان

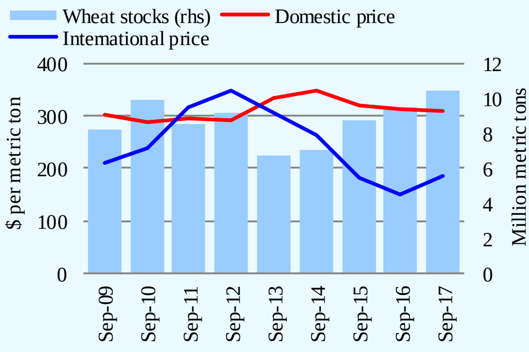

Data Source: SBP, PBS and World Bank

بنیادی طور پر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گندم کی خریداری کے ادارے گزشتہ برس کے مقابلے میں گندم کے ذخیرے کی زائد مقدار سے دستبردار ہوئے- جس کی عکاسی اس جنس کی قیمت میں مسلسل کمی سے بھی ہوتی ہے (**شکل 3.5**)۔ اس سے قطع نظر ان اداروں کے گندم کے فاضل ذخائر میں اضافہ ہوا؛ مالی سال 17ء مسلسل وہ چوتھا سال تھا جس میں گندم کی بمپر پیداوار ہوئی اور حکومت کی جانب سے کئی اقدامات کیے جانے کے باوجود ملک سے گندم برآمد نہ کی جاسکی۔[12] مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران گندم کی برآمدات کا حجم جون 2017ء کے اختتام تک گندم کے فاضل ذخائر کا ایک فیصد بھی نہیں تھا۔[13] امدادی قیمتوں کی

[12] حکومت نے گندم کے ذخائر میں اضافہ روکنے کی غرض سے گندم کی درآمد پر (پہلے یہ مالی سال 17ء میں نافذ کی گئی) بھی 60 فیصد ریگولیٹری ڈیوٹی برقرار رکھی۔ مزید برآں، اعلامیہ نمبر Wheat Export/DFSC-II/2014/12-4 بتاریخ 26 ستمبر 2017ء کے ذریعے حکومت نے 31 اگست کے بعد 30 اکتوبر 2017ء تک گندم/گندم کی مصنوعات برآمد کرنے کی منظوری دی۔

[13] محکمہ کسٹمز کے ریکارڈ کے مطابق پاکستان نے جولائی تا ستمبر 2017ء کے دوران صرف 1086 میٹرک ٹن گندم برآمد کی۔ جون 2017ء کے اختتام تک صوبائی حکومتوں اور گندم کی خریداری کرنے والے متعدد اداروں کے پاس گندم کے ذخائر کا حجم 9.5 ملین میٹرک ٹن سے زائد تھا۔

پالیسی نے ملکی اور بین الاقوامی قیمتوں کے درمیان ایک واضح فرق پیدا کر دیا ہے، جس سے پروکیورمنٹ ایجنسیوں کے پاس موجود گندم کی بر آمدات کے امکانات محدود ہو گئے ہیں۔

3.4 نجی شعبے کو قرضہ

مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں نجی شعبے کو قرضے کی فراہمی میں نمو جاری رہی، اور گذشتہ برس کے اسی عرصے کے مقابلے میں قرض کی خام فراہمی میں 19.0 فیصد تک اضافہ ہوا۔ اس کی وجہ سے گذشتہ برس استعمال ہونے والے قرض کا بیشتر حصہ طویل مدتی نوعیت کا تھا، اس لیے سہ ماہی میں رقوم کی موسمی واپسی کا حجم خاصا کم تھا۔ (**شکل 3.7**)۔[14] بالخصوص، معینہ سرمایہ کاری قرضوں کا جزدان مسلسل وسعت پاتا رہا، جس سے موزوں پالیسی موقف اور ساتھ ہی وسط مدتی بنیاد پر کاروبار کے لیے مثبت احساسات کی عکاسی ہوتی ہے۔[15]

ملک میں بڑھتی ہوئی صارفی بنیاد نے ملکی فریقوں بشمول غذائی اور عارضی صارفی مصنوعات سازی کے شعبوں کو تبدیلی کی جانب راغب کرنے میں بڑا کردار ادا کیا ہے۔ خوردنی تیل، پولٹری اور چینی ساز ادارے کارکردگی میں اضافے، جدید ٹیکنالوجی کے حصول اور پیداواری لاگت میں کمی کے لیے کوشاں ہیں۔ اس کے علاوہ، انفراسٹرکچر کی کمی پوری کرنے کی خاطر مستقل حکومتی توجہ کے باعث منسلکہ صنعتوں، جیسے سیمنٹ، ٹرانسپورٹ، اور لوہے اور فولاد سازی کی صنعتوں میں سرمایہ کاری اور نوسرمایہ کاری ہوئی۔ سی پیک پر مستحکم پیش رفت ان صنعتوں کے لیے خاصا تسلی بخش امر رہا۔ آخر میں، ترقی یافتہ معیشتوں، خصوصاً امریکہ اور یورپ، کے احساسات میں قدرے بہتری سے ٹیکسٹائل جیسی بر آمدی صنعتوں میں سرمایہ جاتی اخراجات کی حوصلہ افزائی ہوئی۔

شکل 3.7: مالیات کے لحاظ سے نجی شعبے کے کاروباروں کے واجب الادا قرضوں میں سال بسال نمو

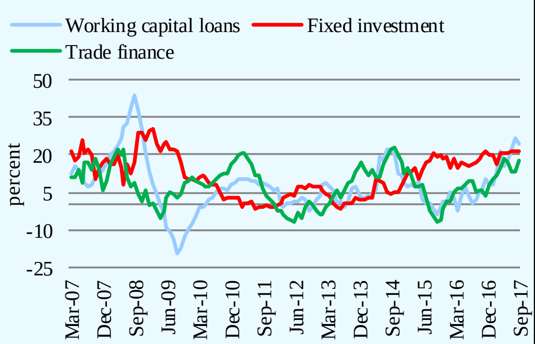

Data Source: State Bank of Pakistan

[14] مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں قرضوں کی خالص واپسی گذشتہ برس کے اسی عرصے کے 124.1 ارب روپے کے مقابلے میں ایک تہائی سے بھی کم 37.4 ارب روپے رہی۔

[15] او آئی سی سی آئی کے اعتمادِ کاروبار اشاریہ سروے (ویو 15)، میں ان کیفیات کی نشاندہی کی گئی۔ مجموعی طور پر اعتمادِ کاروبار اشاریہ مئی 2017ء میں 13 فیصد سے بڑھ کر نومبر 2017ء میں 21 فیصد تک پہنچ گیا، جبکہ خردہ اور تھوک تجارت کے شعبوں کے احساسات میں سب سے زیادہ بہتری دیکھی گئی۔

ٹیکسٹائل کی صنعت میں اسپننگ اور ویونگ کے شعبے ایل ٹی ایف ایف اسکیموں کے تحت معینہ سرمایہ کاری قرضوں سے سب سے زیادہ اور مسلسل مستفید ہوتے رہے، جن کی پیشکش خاصے پُرکشش ریٹس پر کی گئی تھی۔ برآمدی آرڈرز مستحکم ہونے سے تیار ملبوسات (قدرِ اضافی) کے شعبے نے بھی طویل مدتی قرض گیری کی (**باب 5**)۔

اسی طرح، کچھ خوردنی تیل ساز اداروں نے (خام بیج سے) تیل نکالنے کے پلانٹ کی تنصیب کی غرض سے مالکاری کی ضروریات کے لیے معینہ سرمایہ کاری قرضے لیے۔ سیمنٹ کے شعبے کے سرمایہ جاتی اخراجات میں مزید اضافہ ہوا کیونکہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران جاری تعمیراتی سرگرمیوں میں اضافے نے طلب بڑھادی اور استعداد کا استعمال 90 فیصد تک پہنچ گیا۔ چینی کے شعبے نے بھی معینہ سرمایہ کاری کے لیے قرض گیری کا راستہ اختیار کیا؛ منقولی شواہد کے مطابق کچھ اشیاساز ادارے آپریٹنگ لاگت میں کمی کے لیے ایسے پراسیس اختیار کررہے ہیں جن میں توانائی کم استعمال ہوتی ہو۔

چینی اور کھاد سازی کے اداروں نے جاری سرمائے کے زمرے میں زیادہ رقوم واپس کیں۔ سہ ماہی کے دوران ذخائر ملکی طلب سے زیادہ ہوجانے کے باعث دونوں صنعتوں میں اس کی بہتات ہوگئی۔ یہاں یہ یاد رہے کہ گذشتہ برس چینی کی ملوں نے گنے کی ریکارڈ پیداوار کے لیے بڑے پیمانے پر قرضے گیری کی تھی؛ اس لیے مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں بڑے پیمانے پر رقم کی واپسی کی توقع تھی۔ زائد ذخائر کے پیشِ نظر اور گیس کی کم فراہمی کے باعث کھاد سازی کے اداروں نے مالی سال 17ء کی دوسری ششماہی سے اپنی پیداوار کم کردی تھی۔ حکومت نے ان دونوں اجناس کو برآمد کرنے کی پہلے ہی اجازت دیدی تھی بلکہ اپنے ذخائر فروخت کرنے کے لیے تاجروں کو زرِ اعانت بھی فراہم کیا تھا؛ تاہم، بظاہر یہ اقدامات بہت زیادہ مؤثر ثابت نہ ہوئے۔ اس کے برعکس، سہ ماہی کے دوران خوردنی تیل اور گھی ساز اداروں نے جاری سرمائے کی اضافی مالکاری حاصل کی کیونکہ بین الاقوامی منڈی میں قیمتوں کے متوقع اضافے سے انہیں پام آئل کے ذخائر بڑھانے کی ترغیب ملی تھی (**باب 5**)۔

نان مینوفیکچرنگ شعبوں جیسے زراعت، بجلی، کان کنی، شپ بریکنگ اور ٹرانسپورٹ نے معینہ اور جاری سرمائے کے مقاصد کے لیے اپنی قرض گیری میں اضافہ کیا(**جدول 3.3**)۔ زراعت کا شعبہ اس میں زیادہ نمایاں رہا کیونکہ ملک میں طویل مدتی قرض گیری کے سلسلے میں کارپوریٹ پولٹری فارمنگ کے زائد نفوذ کی عکاسی ہوئی تھی۔ فرمیں خصوصی طور پر کاروباری پر اسیسز کی خودکاری نیز ماحول کے مطابق سائبان کی تنصیب پر سرمایہ کاری کر رہی ہیں۔

جدول 3.3: نجی شعبے کو جولائی تا ستمبر قرضوں کا اجرا(بہاؤ ارب روپے میں)

	کل قرضے		جاری سرمایہ		معینہ سرمایہ کاری		تجارت ومالیات	
	مالی سال17ء	مالی سال18ء	مالی سال17ء	مالی سال18ء	مالی سال17ء	مالی سال18ء	مالی سال17ء	مالی سال18ء
نجی شعبے کے کاروبار	**-115.1**	**-20.8**	**-136.5**	**-60.5**	**39.6**	**56.7**	**-18.3**	**-17.1**
بڑے پیانے کی اشیاسازی	**-108.6**	**-43.4**	**-125.4**	**-64.8**	**32.9**	**46.2**	**-16.1**	**-24.8**
ٹیکسٹائلز	-26.8	1.4	-20.6	-2.8	3.5	18.5	-9.7	-14.2
ٹیکسٹائل کی تیار مصنوعات	-6.0	10.6	-1.5	3.5	-1.0	2.7	-3.5	4.4
اسپننگ، ویونگ، فنشنگ	-20.1	-4.8	-18.2	-1.3	4.6	16.5	-6.5	-20.1
لوہا اور فولاد	-2.9	6.4	-4.2	4.9	1.0	0.3	0.2	1.1
مشینری اور آلات	0.8	3.1	0.3	2.4	0.6	1.8	-0.1	-1.1
سیمنٹ	-3.2	0.5	-4.6	1.3	-0.5	3.4	1.9	-4.2
کھاد	4.1	-11.5	-14.2	-8.6	17.1	-0.2	1.2	-2.7
غذائی مصنوعات	-67.4	-31.6	-64.5	-50.9	4.4	11.6	-7.3	7.7
خوردنی تیل وگھی	-6.9	17.7	-6.5	5.2	0.6	3.2	-1.0	9.3
چاولوں کی صفائی	-24.4	-12.7	-23.5	-13.6	-0.2	0.3	-0.8	0.6
چینی	-39.7	-31.5	-40.3	-39.1	3.5	8.4	-3.0	-0.7
زراعت اور جنگلات	12.0	9.3	11.0	4.7	2.1	3.8	-1.2	0.8
بجلی، گیس اور پانی	0.2	6.3	-7.7	3.3	7.4	-1.9	0.5	4.9
تجارت وکاروبار	-0.9	5.1	4.5	-0.2	-1.6	1.4	-3.8	3.9
ٹرانسپورٹ اور مواصلات	-5.3	3.7	-5.3	1.6	0.5	2.0	-0.5	0.0
تعمیرات	-4.8	-1.1	-4.4	-5.2	0.6	3.4	-1.0	0.7

اعدادوشمار کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

صارفی مالکاری

اگرچہ گذشتہ برس کے مقابلے میں مالی سال18ء کی پہلی سہ ماہی میں رہن کے حجم میں تین گنا اضافہ ہوا، تاہم، یہ بھاری اضافہ کار مالکاری کے زمرے میں ہوا، جو مالی سال18ء کی پہلی سہ ماہی میں بینکوں کے صارفی جزدان میں غالب رہا تھا(**جدول 3.4**)۔

ملک میں سستی مالکاری کی دستیابی میں اضافہ کاروں کی فروخت بڑھنے کا موجب بنا(**باب 2**)۔ منقولی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صارفین بینک مالکاری سے حاصل شدہ کاریں سفری خدمات دینے والوں کو فراہم کر رہے ہیں۔

اس صنعت کے تخمینوں کے مطابق اگر مقامی کارسازکاروں کی فراہمی میں تاخیر نہ کرتے تو کار مالکاری کا حجم اور بھی زیادہ ہوتا۔ اس سے خصوصاً اسلامی مالکاری مصنوعات متاثر ہوئیں کیونکہ انہیں قرض کی ادائیگی کے موقع پر گاڑیوں کا قبضہ دینا ہوتا ہے۔ اس خدشے کو دور کرنے کے لیے زیادہ جارح بینک اپنی طلب کے تخمینوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے تھوک درآمد کنندگان کو بڑی تعداد میں پہلے ہی آڈرز دے دیتے ہیں۔ مزید برآں، کچھ بینک نیم کمرشل گاڑیوں جیسے بولان، راوی کے لیے حکومت کی جانب سے اعلان کردہ سستے قرضوں کی مختلف اسکیموں کے تحت مالکاری فراہم کر رہے ہیں۔

جدول3.4: پہلی سہ ماہی میں صارفی مالکاری کے رجحانات

(بہاؤ ارب روپے میں)

	مالی سال15ء	مالی سال 16ء	مالی سال17ء	مالی سال18ء
کُل	**6.0**	**–5.1**	**20.3**	**18.4**
مکاناتی مالکاری	0.2	1.5	1.8	6.3
آٹو	4.1	5.7	5.7	11.2
کریڈٹ کارڈز	–0.1	0.2	1.5	1.6
پائیدار اشیا	–0.1	0.5	–0.1	–1.5
ذاتی قرضے	1.9	–13.0	11.4	0.8

اعدادوشمار کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

سہ ماہی کے دوران بینکوں میں اسلامی مالکاری کے زمرے میں کار مالکاری کے واجب الادا قرضوں کا حجم بڑھتا رہا۔ کچھ اسلامی بینک اب کار اجارہ کی جگہ تقلیلِ مشارکہ کی طرف بڑھ رہے ہیں، جو ماضی میں کار مالکاری کے لیے زیادہ مشہور اسلامی مصنوعہ ہوا کرتی تھی۔ اس کا بنیادی مقصد اجارہ کے پورے عرصے تک ملکیت برقرار رکھنے کی بنا پر جنم لینے والے تمام منسلکہ خطرات اور لاگت (اندراج، مرمت، بیمہ اور پریمیم وغیرہ) سے اجتناب کرنا ہے۔ تقلیلِ مشارکہ کے معاملے میں چونکہ پہلے دن سے ملکیت قرض گیر اور بینک میں منقسم ہوجاتی ہے اس لیے خطرے اور فوائد دونوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔

3.5 مہنگائی

اگرچہ گذشتہ چند ماہ میں عالمی اجناسی قیمتوں میں بحالی اور ملکی طلب میں یکجائی کے بعد مہنگائی میں کچھ تیزی آئی ہے(**شکل 3.8**)، تاہم عمومی مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت مالی سال17ء کی پہلی سہ ماہی میں 3.9 فیصد کی سطح سے کم ہوکر مالی سال18ء کی پہلی سہ ماہی میں 3.4 فیصد ہوگئی۔ اس کے دھیمے پن کی بڑی وجہ غذائی مہنگائی میں کمی ہے، جس کی تلافی غیر غذائی مہنگائی میں بتدریج اضافے سے ہوگئی(**جدول 3.5**)۔ اگرچہ دالوں، تازہ سبزیوں، ٹماٹروں، چینی اور گندم کی قیمتیں کم رہیں، البتہ سگریٹ پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی (ایف

ای ڈی) کے ڈھانچے میں تبدیلی نے عمومی مہنگائی کی کمی میں زیادہ کردار ادا کیا۔ صرف اس ایک جز کو منہا کرنے سے مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت گذشتہ برس کی 3.5 فیصد سطح سے بڑھ کر مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں 3.8 فیصد ہو جاتی ہے۔

3.5: پہلی سہ ماہی میں اوسط مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت

		نمو		حصہ	
	وزن	**مالی سال17ء**	**مالی سال18ء**	**مالی سال17ء**	**مالی سال18ء**
مجموعی صارف اشاریہ قیمت	**100.0**	**3.9**	**3.4**	**3.9**	**3.4**
جس میں سے **غذائی**	**37.5**	**4.0**	**1.2**	**1.7**	**0.5**
تمباکو	1.4	17.7	-16.1	0.4	-0.4
غذااور مشروبات	34.8	3.2	2.2	1.2	0.8
دالیں	1.1	23.8	-17.5	0.3	-0.3
چینی	1.0	7.1	-17.5	0.1	-0.2
تازہ سبزیاں	1.7	19.5	-5.7	0.4	-0.1
ٹماٹر	0.4	21.1	-12.9	0.1	-0.1
پیاز	0.5	-31.6	63.6	-0.2	0.3
جس میں سے غیر غذائی	**62.5**	**3.7**	**5.0**	**2.2**	**2.9**
مکان کا کرایہ	21.8	5.8	7.2	1.1	1.3
تعلیم	3.9	8.3	10.1	0.3	0.4
صحت	2.2	5.9	12.4	0.1	0.2
ٹرانسپورٹ	7.2	-4.1	3.0	-0.3	0.2
غیر غذائی غیر توانائی (علاوہ مکان کا کرایہ)	**31.7**	**4.0**	**4.5**	**1.3**	**1.4**

اعدادو شمار کا ماخذ: پاکستان دفترِ شماریات اور بینک دولت پاکستان کے تخمینے

سگریٹ

ملک میں ڈیوٹی کی ادائیگی کے بغیر سگریٹ کی فروخت اور بھرمار کو کم کرنے کے لیے قانون نافذ کرنے والے اداروں نے حال ہی میں اسمگل شدہ اور جعلی برانڈز کے خلاف ملک گیر کارروائی کا آغاز کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ ٹیکس چوری کی حوصلہ شکنی کے لیے ایف بی آر نے 18-2017ء کے میزانیے میں مختلف سطحوں پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی میں تبدیلی کر دی۔ اگرچہ پریمیم برانڈز پر (جن کی قیمت 2925 روپے فی 1000 سگریٹ سے زائد ہو) ایف ای ڈی بڑھا دی گئی ہے، تاہم نچلی ترین سطح پر ایک نئی سطح متعارف کرائی گئی ہے، جس میں ڈیوٹی کا ریٹ خاصا کم ہے (**جدول 3.6**)۔

صارف اشاریہ قیمت باسکٹ میں 4 برانڈز سگریٹ کے صَرف کے عکاس ہیں، ان میں سے 3 نچلے درجے پر ہیں۔ اس لیے، اس ردوبدل کا مہنگائی بلحاظِ صارف اشاریہ قیمت پر اثر بڑی حد تک مثبت پڑا، جس سے مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں سگریٹ کی مجموعی قیمتوں میں 16.4 فیصد کمی واقع ہوئی۔ یہ کمی غیر معمولی ہے کیونکہ سگریٹ کی قیمتیں ہمیشہ بڑھتی رہی ہیں۔ درحقیقت، تمباکو نوشی کے مخالف رضاکاروں نے اس اقدام کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے یہ دعویٰ کیا کہ اس سے ملک میں تمباکو کی کھپت میں اضافہ ہوگا۔ تاہم، باضابطہ شعبے میں سگریٹ کی ملکی پیداوار کے تناظر میں جو کہ گذشتہ برس کے مقابلے میں دُگنی رہی، یہ اقدام مؤثر معلوم ہوتا ہے۔ اب یہ بھی دیکھنا باقی ہے کہ ایف بی آر کس طرح اس مصنوعہ سے محاصل کی وصولی بڑھانے کے قابل ہوسکے گا۔

شکل 3.8 الف: ملکی طلب میں نمو (مستقل قیمتیں)*

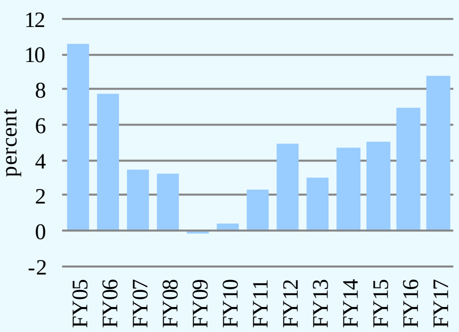

* Domestic demand is total of consumption, investment and government expenditures

شکل 3.8 ب: عالمی بینک کے اجناسی اشاریوں میں سال بسال تبدیلی*

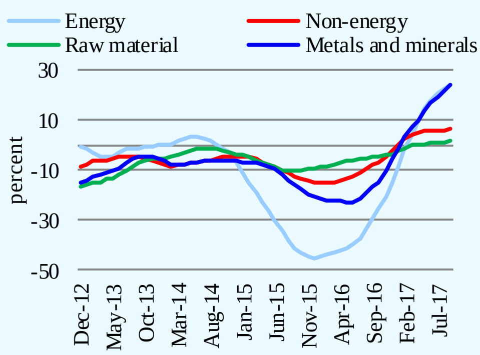

* 12-months moving average

شکل 3.8 ج: دھاتی مصنوعات اور مشینری کے آلات میں سال بسال مہنگائی

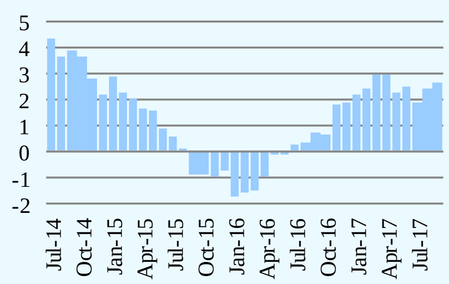

شکل 3.8 د: اوسط صارف اشاریہ قیمت مہنگائی میں حصہ (پہلی سہ ماہی)

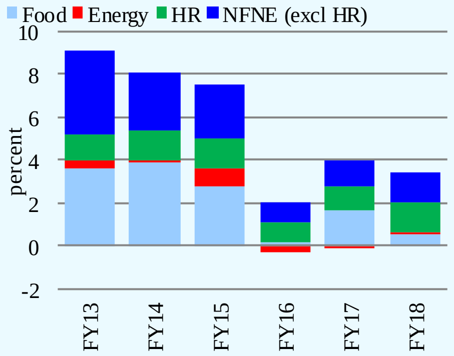

Data Source: PBS and World Bank

غذائی رسد

ملک میں گذشتہ کچھ برسوں میں دالوں کی پیداوار میں کمی کے باعث مالی سال16ء اور مالی سال 17ء کے ابتدائی مہینوں میں دالوں کی قیمتوں میں مستحکم اضافہ ہوتا رہا۔ اگرچہ تاجر بذریعہ درآمدات طلب و رسد کے فرق پورا کرنا چاہ رہے تھے، لیکن وہ مقامی منڈی میں قیمتوں کے دباؤ کو کم نہ کرسکے۔ مالی سال 17ء کی دوسری ششماہی میں دالوں کی رسد بہتر بنانے کی خاطر اور بالخصوص رمضان کے پیشِ نظر، ریکارڈ سطح پر دالیں درآمد کی گئیں؛ جس کے بعد فوری طور پر دالوں کی قیمتوں میں کمی آنا شروع ہوگئی اور مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں گذشتہ برس کے اسی عرصے کے مقابلے میں دالوں کی قیمتوں میں 17.5 فیصد کمی آئی(**شکل 3.9**)۔ حالیہ برسوں میں درآمد شدہ دالوں پر پاکستان کے انحصار میں اضافہ ہوا ہے؛ اس وقت ملک میں دالوں کی کل رسد میں تقریباً 63 فیصد حصہ درآمدی دالوں کا ہے۔

جدول 3.6 :ملک میں تیار کردہ سگریٹ کی فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کے ڈھانچے میں تبدیلی

نیاڈھانچہ **		پراناڈھانچہ *	
فی ایک ہزار سگریٹ کی قیمت	1000 سگریٹ پر ڈیوٹی کی شرح	فی ایک ہزار سگریٹ کی قیمت	1000 سگریٹ پر ڈیوٹی کی شرح
اگر پیکٹ پر لکھی خردہ قیمت 4500 روپے سے زائد ہو تو	3,740 روپے	اگر پیکٹ پر لکھی خردہ قیمت 4000 روپے سے زائد ہو تو	3436 روپے
اگر پیکٹ پر لکھی خردہ قیمت 2900 روپے سے زائد مگر 4500 روپے سے کم ہو تو	1,670 روپے	اگر پیکٹ پر لکھی خردہ قیمت 4500 روپے سے زائد نہ ہو تو	1,534 روپے
اگر پیکٹ پر لکھی خردہ قیمت 2925 روپے سے زائد نہ ہو تو	800 روپے		

*SRO 473(I)/2016 dated 3rd June 2016; **SRO 407(I)/2017 dated 29th May 2017

شکل 3.9 : دالوں کی درآمدات اور ملکی قیمتیں

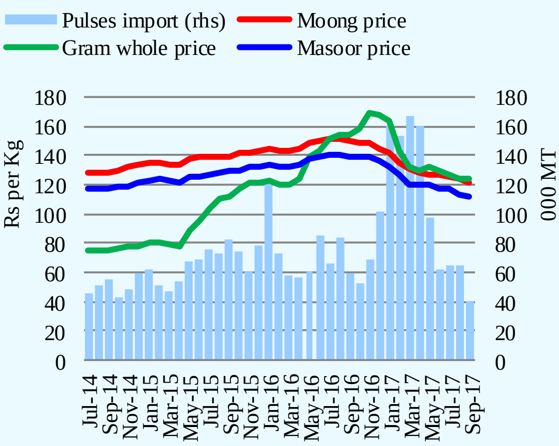

Data Source: Pakistan Bureau of Statistics

تازہ سبزیوں کے حوالے سے یہ یاد رکھا جائے کہ مالی سال 17ء کی پہلی سہ ماہی میں ان اجزا کی اوسط قیمتوں میں 19.5 فیصد نمو ہوئی، جس کی وجہ فصلیں خراب ہونے اور سرحد پر سختی کے نتیجے میں رسد میں پیدا ہونے والا تعطل تھا۔ اگرچہ سیکورٹی اقدامات اب بھی سخت ہیں، تاہم اس کے باوجود تلف پذیر اشیا کی تجارت میں تعطل کا امکان نظر نہیں آتا۔ نتیجتاً، مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران قیمتوں میں سال بسال بنیادوں پر 5.7 فیصد کی کمی سے قیمتیں معمول پر آگئیں۔

اسی طرح، مالی سال 17ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں ٹماٹر زیادہ تر کم قیمتوں پر فروخت کیے گئے۔ تاہم ، ستمبر 2017ء کے آخری ہفتے میں غیر متوقع عارضی تبدیلی دیکھی گئی جب اس کی قیمتیں 160 روپے فی کلو کی غیر معمولی سطح پر پہنچ گئیں۔ اگرچہ یہ اضافہ ہفتہ وار ایس پی آئی اعداد و شمار میں واضح ہے، لیکن صارف اشاریہ قیمت میں اس کا اثر نظر نہیں آیا، کیونکہ پاکستان دفتر شماریات ہر ماہ کی 11 سے 14 تاریخ میں اس کا سروے کرتا ہے اور ماہ ستمبر میں اس عرصے کے دوران عمومی طور پر قیمتیں مستحکم رہیں (**شکل 3.10**)۔ درحقیقت، آئندہ ماہ کے صارف اشاریہ قیمت میں غیر معمولی طور پر زائد قیمتوں کی بھی عکاسی نہیں ہوئی، کیونکہ جب اکتوبر 2017ء میں سروے مکمل ہوا تو اس وقت تک قیمتوں میں اضافہ بڑی حد تک زائل ہو چکا تھا۔

شکل 3.10: حساس قیمت اظہاریہ: ٹماٹر کے ہفتہ وار نرخ

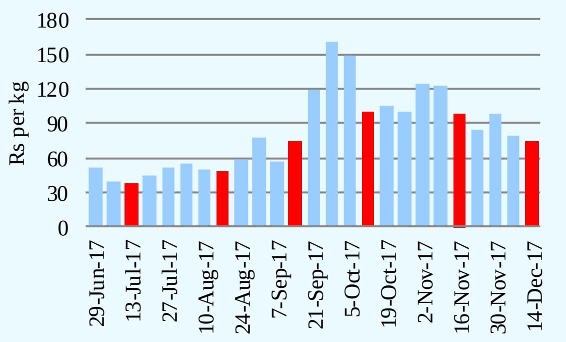

Red bars indicate the survey period for CPI
Data Source: Pakistan Bureau of Statistics

مالی سال 17ء میں چینی کی زائد عالمی پیداوار اور مستحکم ملکی طلب کی وجہ سے اس کے ذخائر میں اضافہ ہوا (**شکل 3.11**)۔[16] چینی کے وافر ذخائر کے باعث نومبر 2016ء کے بعد چینی کی بین الاقوامی اور ملکی قیمتوں میں کمی آنا شروع ہوگئی۔ بالخصوص، پاکستان میں مالی سال 17ء کے دوران گنّے کی پیداوار 73.6 ملین میٹرک ٹن سے تجاوز کر گئی، جو 12.4 فیصد نمو کی عکاس ہے، جبکہ گذشتہ برس کے دوران نمو کی یہ شرح 4.2 فیصد رہی تھی۔ نتیجتاً، مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں چینی کی قیمتوں میں 17.5 فیصد کمی واقع ہوئی؛ مالی سال 13ء کے بعد ایسا پہلی مرتبہ ہوا کہ کسی بھی مالی سال کی پہلی سہ ماہی میں چینی کی قیمتیں کم ہوئی ہیں۔

توانائی کی قیمتیں

جیسا کہ **شکل 3.8ب** سے ظاہر ہے کہ عالمی اجناس کے اشاریے 2016ء سے واضح طور پر بحالی کے اشارے دے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ تیل کی عالمی قیمتوں کی ملکی صارفین تک حالیہ منتقلی معتدل رہی اور اس کام میں مناسب وقفہ دیا گیا۔ اس تاخیری اثر سے جولائی اور اگست 2017ء میں پیٹرول اور ہائی اسپیڈ ڈیزل کی قیمتوں میں کمی کے حکومتی فیصلے کی وضاحت ہوتی ہے، جنھیں بعد ازاں ستمبر 2017ء میں

[16] ماخذ: یو ایس ڈی اے رپورٹ، "چینی: عالمی منڈیاں اور تجارت"، جس کا اجرا مئی اور نومبر 2017ء میں ہوا۔

بڑھادیا گیا۔[17] اس کے نتیجے میں مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں پیٹرولیم مصنوعات، ڈیزل، سی این جی اور گیس کے سلنڈروں میں مہنگائی زیادہ، جبکہ مالی سال 17ء کی پہلی سہ ماہی میں قیمتوں کی تقلیل دیکھی گئی۔ تاہم، سہ ماہی کے دوران ٹرانسپورٹ کے کرائے بڑی حد تک کسی تبدیلی کے بغیر برقرار رہے۔

شکل 3.11 : شکر کی سالانہ پیداوار اور صرف

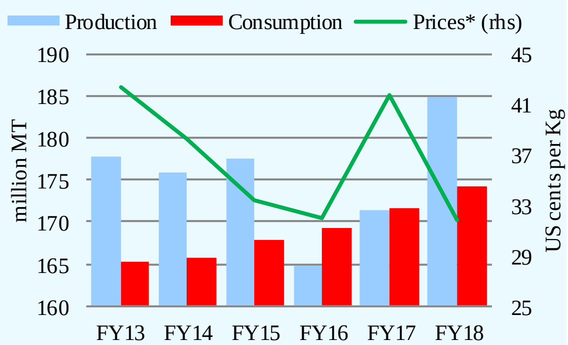

Data Source: World Bank and USDA; * For FY18, prices are of Q1 only

تعلیم و صحت

قوزی مہنگائی میں مکانوں کے کرائے کا حصہ غالب رہا، تاہم تعلیم و صحت کے شعبوں میں مہنگائی دوہندسی سطح تک پہنچ گئی، جس نے دراصل غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی میں بڑا کردار ادا کیا (**شکل 3.12**)۔

ملک میں تعلیم و صحت کے شعبوں میں مہنگائی کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ سرکاری شعبہ آبادی کے بڑے حصّے کو ان خدمات کی معقول فراہمی کے قابل نہیں ہے۔ لہٰذا، گذشتہ چند سالوں سے ان شعبوں میں نجی اداروں کا نفوذ بڑھ چکا ہے۔ اگرچہ معیار کے لحاظ سے نجی اداروں کی خدمات سرکاری اداروں کے مقابلے میں برتر سمجھی جاتی ہیں، تاہم اس نے آبادی کے ایک بڑے حصّے کے لیے مالی گنجائش کا مسئلہ پیدا کر دیا ہے۔

شکل 3.12 : عمومی، صحت، تعلیم اور کرایہ مکان میں مہنگائی کے رجحانات

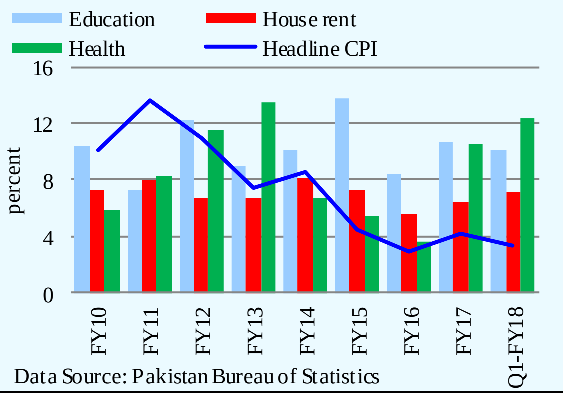

Data Source: Pakistan Bureau of Statistics

مثلاً، مالی سال 10ء اور مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کے درمیان تعلیم کے اشاریے میں اوسط اضافہ 10 فیصد کے قریب رہا، باوجود اس کے کہ مجموعی مہنگائی میں کمی ہوئی اور یہ اوسطاً 7.3 فیصد رہی۔ یہ امر اہمیت کا حامل ہے کہ صارف اشاریہ قیمت کا جزِ تعلیم صرف 7 برسوں میں دگنا ہوگیا، جو ان نجی اداروں

[17] حکومت نے جولائی اور اگست میں پیٹرول کی قیمتوں میں بالترتیب فی لیٹر 1.5 روپے اور 1.8 روپے کمی کی، بعد ازاں ستمبر 2017ء میں اس کی قیمت میں فی لیٹر 2 روپے کا اضافہ کیا۔ اسی طرح جولائی اور اگست میں ہائی اسپیڈ ڈیزل کی فی لیٹر قیمت میں بالترتیب 1.5 روپے اور 2.5 روپے کی کمی کی جبکہ ستمبر 2017ء میں اس کی قیمت برقرار رکھی گئی۔

میں چیک اینڈ بیلنس کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ اگرچہ یہ رجحان تعلیم کے تقریباً تمام ہی ذیلی اجزا میں نظر آتا ہے، لیکن نجی اسکولوں کی فیسوں کا اس میں حصّہ سب سے زیادہ ہے(**شکل 3.13**)۔ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں تعلیمی شعبے کی مہنگائی میں نجی اسکولوں کی فیسوں کا بڑا کردار بھی رہا لیکن سرکاری تکنیکی کالجوں اور جامعات کی ٹیوشن فیس نے بھی اس میں اپنا خاطر خواہ حصّہ ڈالا۔

شکل 3.13 : تعلیم میں مہنگائی، پہلی سہ ماہی

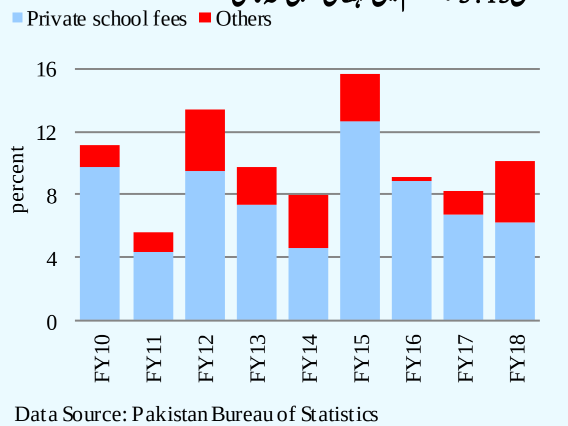

اسی طرح، گذشتہ چند برسوں سے صحتِ عامہ کے شعبے کی لاگتوں میں بھی اضافہ ہورہاہے- جس میں ادویات کی قیمتوں اور سروس چارجز کا بھی کردار ہے (**شکل 3.14**)۔ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں سروسز چارجز میں اضافہ جاری رہا اور اس سہ ماہی میں ادویات کی قیمتوں میں 18.6 فیصد اضافہ ہوا، جو مالی سال 17ء کی پہلی سہ ماہی کے 5.0 فیصد اور گذشتہ 8 برسوں کے 5.3 فیصد اضافے سے بھی 3 گنا سے زائد ہے (**شکل 3.14**)۔ یہ اضافہ اس امر کے باوجود ہوا کہ ڈرگ ریگولیٹری اتھارٹی آف پاکستان (ڈریپ) کو یہ اجازت دی گئی تھی کہ وہ قیمتوں پر نظرِ ثانی صرف مجموعی صارف اشاریہ قیمت کے رجحان کی بنیاد پر کرے (اگرچہ معاملہ در معاملہ استثنا کا راستہ بھی رکھا گیا)۔ نتیجتاً، صارف اشاریہ قیمت میں درج کئی ادویات کی قیمتیں مقرر کردہ نشانے سے زیادہ بڑھیں۔ یہ صورتِ حال تقاضہ کرتی ہے کہ ملک میں صحت عامہ کی بڑھتی ہوئی لاگت پر قابو پانے کے لیے ادویا ساز اداروں کی خردہ قیمتوں کی بابت سخت انتظامی اقدامات کیے جائیں۔

شکل 3.14: صحت مہنگائی میں سال بسال تبدیلی

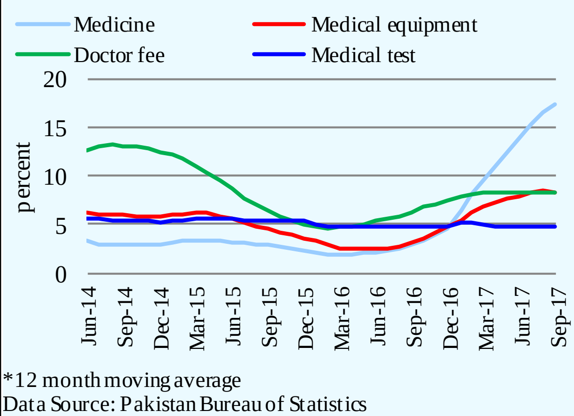

شعبہ تعمیرات سے متعلق قیمتیں

ملک میں جاری تعمیراتی سرگرمیوں میں زبردست اضافہ ہونے سے تعمیراتی اجزا کی قیمتوں میں اضافہ متوقع تھا۔ جیسا کہ **شکل 3.15** سے ظاہر

ہے کہ مالی سال 17ء کی دوسری سہ ماہی سے تھوک اشاریہ قیمت میں تعمیراتی اجزا بشمول سیمنٹ، اسٹیل، اینٹیں، شیشے، رنگ وروغن، کچا لوہا، پائپ فٹنگز، لکڑی، سرامکس، سینٹری اور کنکریٹ مکسچر کی قیمتیں بڑھتی رہیں، اور مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں یہ اضافہ 6.6 فیصد کی سطح پر آگیا(**باب 5**)۔ صارف اشاریہ قیمت باسکٹ میں شامل تعمیراتی اجزا کے لیے بھی یہ صورتحال ایسی ہی ہے، جس میں مزدوروں کی یومیہ اجرتیں بڑھنے کی وجہ سے تعمیراتی اشاریے میں تھوڑا سا اضافہ ہوا (مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں سال بسال بنیاد پر 6.3 فیصد)۔ اگر تعمیراتی شعبے کے لیے خلیجی ممالک کی طرف سے مزدوروں کی طلب گذشتہ 5 برسوں کی سطح پر ہی رہتی تو پھر ممکنہ طور پر ملک میں اجرتوں میں اضافہ اور بھی زیادہ ہوتا۔

شکل 3.15 الف: تھوک اشاریہ قیمت تعمیرات سے متعلق اجزا کے اشاریے کا سال بسال رجحان

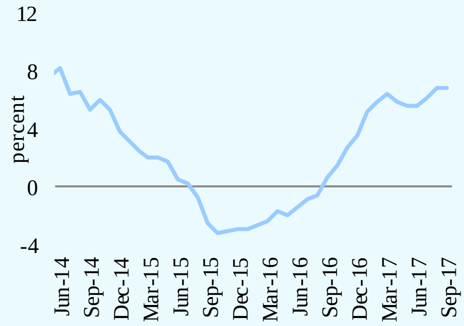

Data Source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 3.15 ب: صارف اشاریہ قیمت مہنگائی میں تعمیرات سے متعلق اجزا کے اشاریے کا سال بسال رجحان

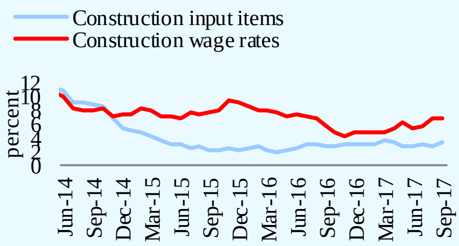

* Input items include paints, local cement, bricks, cement blocks, bajree, sand, timber and iron bar; whereas wages include that of carpenter, mason, unskilled labor, plumber and electricians